رسالہ الحکم الرّفاعیہ کا اُردو ترجمہ

حکمتِ رفاعی

سیّد احمد کبیر رفاعیؒ

ترجمہ : عبدالحلیم شررؔ ، مقدمہ : محمّد عبداللہ قریشی

آئینہ ادب ، چوک مینار انارکلی لاہور

بار اول : ۱۹۱۶ء

بار دوم : ۱۹۶۷ء

تعداد : گیارہ سو

قیمت : دو روپے

اہتمام

م، ع، سلام - آئینۂ ادب

چوک مینار، انارکلی

لاہور

اشرف پریس لاہور

یاد رکھنے کی باتیں

حضرت رب العزت نے بعض اہل بدعت اور گمراہوں کو اس کام پر مسلط کیا ہے کہ جھوٹ بولیں اور بزرگوں کے کلام میں افترا پردازیاں کریں۔ انھوں نے ان کے کلام میں ایسی ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جن کی خود انھیں خبر بھی نہ تھی۔ بعض لوگوں نے ان کی پیروی کی اور بدتر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ خبردار! ایسے لوگوں سے بھاگ اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لئے

حضرت پیغمبرِ ذی شان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دامن کو پکڑ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ! اجماعِ اُمّت کی شاہراہ تجھ پر آشکارا رہے اور اہلِ سُنّت کے گروہ سے جو کہ مسلمانوں میں نجات پانے والا فرقہ ہے دُور نہ ہو اور خدا کے حکموں کو مضبوط پکڑ اور سوا ان کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتوں کو دل میں یاد رکھ

شیخ احمد کبیر رفاعی

اخلاقِ نبوی

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کر جو
حسبِ ذیل ہیں :
عادات میں نرمی ، مذاق نیک ، نہایت بردبار ، بڑا
معاف کرنے والا ، سچا جواں مرد ، نرم دل ، ہنس مکھ ،
برداشت کرنے والا ، منکسر المزاج ، خاطر داشت کرنے والا
صحبت کا لحاظ رکھنے والا ، مسلسل غم میں اور ہمیشہ سوچ میں
رہنے والا ، ساکت وصامت ، مصیبتوں پر صبر کرنے والا

اللہ پر بھروسا رکھنے اور اس سے مدد چاہنے والا، فقیروں اور ضعیفوں کا دوست اور حرام باتوں پر پرہیز ہو جانے والا، جو کچھ مل جائے کھالے اور جو چیز کھو گئی ہو اس کے لئے غمگین نہ ہو۔!

شیخ احمد کبیر رفاعی

حرفِ حق

شیخ احمد سیّدِ گردوں جناب
کاسبِ نور از ضمیرش آفتاب
گُل کہ می پوشد مزارِ پاکِ اُو
لالہ گویاں دمد از خاکِ اُو
با مریدے گفت اے جانِ پدر
از خیالاتِ عجم باید حذر

زانکہ فکرش گرچہ از گردوں گذشت
از حدِ دینِ نبیؐ بیروں گذشت
اے برادر این نصیحت گوش کُن
پندآں آقائے ملّت گوش کُن
قلب را زیں حرفِ حق گرداں قوی
با عرب در ساز تا مُسلم شوی

اقبالؔ

مقدمہ

پاک و ہند کے مختلف گوشوں میں جن بزرگوں اور اولیاء اللہ نے اسلام کی صداقت کے جھنڈے گاڑے اور اپنے علم و فضل اور روحانی فیوض و برکات سے یہاں کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ ان میں زیادہ تر چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی سلسلہ کے مشائخ اور صوفیائے کرام ہی نظر آتے ہیں۔ اور انہی کے حالات و سوانح اور تعلیمات سے ہم بخوبی واقف

ہیں ، لیکن بعض مشائخ ایسے بھی تھے جن کی فیض رسانی کا سلسلہ بعض دوسرے اسلامی ممالک تک محدود رہا ، اس لئے ان کے کارنامے ہم تک براہِ راست نہ پہنچ سکے اور ہم پوری طرح ان کے حالات سے باخبر نہیں - انہی میں سلسلۂ رفاعیہ کے مشائخ بھی ہیں ، جن کے عقیدت مند اور پیرو عراق عرب ، مصر اور شام وغیرہ میں تو بے شمار ہیں ، لیکن یہاں بہت کم ہیں -

حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی خاندانِ رفاعیہ کے سرگروہ تھے ، ان کے عارفانہ نکات ، صوفیانہ اقوال اور بزرگانہ پند و نصائح اس قابل ہیں کہ ان کی جتنی بھی اشاعت کی جائے کم ہے -

عبّاسی خلفاء میں سے خلیفہ مسترشد باللہ کی حکومت کا زمانہ تھا کہ حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی

۱۵۔ رجب المرجب ۵۱۲ھ (۱۱۱۸ء) کو قریہ حسن میں پیدا ہوئے۔ یہ جگہ قصبہ اُم عبیدہ کے قریب واسط اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔ آپ حسینی سید تھے۔ کنیت ابوالعباس اور لقب محی الدین تھا۔ علامہ ابو محمد ضیاء الدین احمد وتری موصلی نے اپنی کتاب روضۃ الناظرین میں آپ کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے:

"سید احمد کبیر بن سید علی بن سید حسن رفاعہ الہاشمی المکی مقیم اشبیلی بن سید احمد اکبر صالح بن سید موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی

بن ابو طالب ؓ۔

آپ کے اجداد میں ایک صاحب حسن مکّی تھے جو سلطان مہدی کے نام سے مشہور تھے۔ ان کا لقب رفاعہ تھا جس کے لغوی معنیٰ بلند آواز ہوتا ہے۔ اِسی نسبت سے ان کو رفاعی کہا جاتا ہے۔

قریہ حسن اور قصبہ اُمِ عبیدہ وغیرہ جس علاقے میں واقع تھے، اس کو البطائحی کہتے تھے۔ اِس لحاظ سے یہ البطائحی بھی مشہور ہیں۔ شیخ کے کوئی بزرگ مکّہ سے ہجرت کر کے ۳۱۷ھ (۹۲۹ء) میں اسپین چلے گئے تھے۔ وہاں سے شیخ احمد کے دادا ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) میں بصرہ آ گئے اس لئے انہیں مغربی بھی کہا جاتا ہے۔

ابنِ خلقان نے شیخ احمد کبیر کے متعلق جو کچھ

لکھا ہے، وہ اتنا مختصر ہے کہ اس سے ان کی کوئی واضح
تصویر سامنے نہیں آتی - علامہ ذاہبی نے تاریخ اسلام
میں کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے - یہ حالات انھوں
نے محی الدین احمد بن سلیمان الحمامی کی کتاب المناقب
سے لئے ہیں - جو انھوں نے اپنے ایک مرید کو ۶۸۰ھ
(۱۲۸۱ء) میں لکھوائے تھے -

سید احمد کبیر میں بچپن ہی سے صلاحیت و سعادت
مندی اور زہد و اتقا کے آثار پائے جاتے تھے چنانچہ
آپ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ صالحہ فرماتی ہیں کہ سید صاحب
جس وقت شیر خوار تھے تو رمضان شریف کے مہینے
میں دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے - اوّل اوّل
تو یہ وہم ہوا کہ شاید اس مرضعہ (دودھ پلانے
والی) کا دودھ مرغوب نہ ہو، دوسری عورت
کو دیا - آپ نے اس کا دودھ بھی نہ پیا بلکہ مدت تک

نہ لگایا۔ اسی طرح چند اور عورتوں نے دودھ پلانے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا۔ مغرب کے بعد آپ دودھ پیتے تھے۔ جب ذرا ہوش سنبھالا تو کھیل کود کی طرف بھی مطلق توجہ نہ تھی۔ اسی سبب سے بہت تھوڑی مدّت میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔

پانچ سال کی عمر تک اپنے والدین کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے اور انہی کی نگرانی میں شیخ عبدالسمیع الحربونی سے قرآن مجید حفظ کیا۔

۵۱۹ھ (۱۱۲۵ء) میں آپ کے والد کسی ضرورت سے بغداد گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا اور آپ بے سہارا رہ گئے۔ آپ کے ماموں شیخ منصور بطائحی نے آپ کو اور آپ کی والدہ

کو اپنے پاس بلا لیا اور تعلیم و تربیت کے لئے ابو الفضل شیخ علی قاری واسطی کی خدمت میں واسط بھیج دیا۔ واسط وہ مشہور شہر ہے جس کو حجاج بن یوسف ثقفی نے ۸۳ھ (۷۰۲ء) میں آباد کیا تھا۔

بیس برس کی عمر میں آپ نے شافعی مذہب کے مطابق تمام علوم عقلیہ و نقلیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، منطق اور فلسفہ وغیرہ کی تکمیل کرلی۔ شیخ علی واسطی کے علاوہ آپ شیخ ابو بکر واسطی اور شیخ عبد الملک الحربونی کے درس میں بھی شریک ہوئے اور سند فراغ حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

درس و تدریس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے

ماموں شیخ باز الاشہب منصور لبطائحی سے علوم باطنیہ میں کمال حاصل کیا۔ خرقۂ سجادگی پہن کر جب آپ نے خانقاہِ اُمِ عبیدہ میں خلق اللہ کو فائدہ پہنچانا شروع کیا تو آپ کے زہد و اتقا اور پارسائی کا شہرہ سُن کر خلقت ٹوٹ پڑی اور علماء و فقراء کا ایک جمِ غفیر ہر وقت آپ کے گرد و پیش رہنے لگا۔ آپ کا سلسلۂ طریقت حضرت جنید بغدادیؒ سے ملتا ہے۔

خانقاہ میں لنگر کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا تھا۔ علّامہ ابنِ جوزی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ۱۵۔شعبان کو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس دن خانقاہ میں تقریباً ایک لاکھ انسان جمع تھے اور سب کے طعام و قیام کا انتظام سید احمد کبیر نے

کیا تھا۔

آپ کے اخلاق و عادات تمام و کمال اخلاقِ محمدی ؐ کا نمونہ تھے۔ عجز و انکسار، مسکینی و تواضع آپ میں حد سے زیادہ تھی۔ چنانچہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلوک و معرفت کے سب طریقے دیکھے اور ان پر غور کیا لیکن تواضع اور انکسار سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا۔ اس واسطے میں نے اسی کو اپنے لئے پسند کیا۔

اتباعِ سُنّت کے آپ خود بھی پابند تھے اور خدّام کو بھی یہی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ دُنیادار صوفی مشرب لوگوں نے جو باتیں خلافِ شرع ایجاد کر رکھی تھیں، آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور بدعتوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔

ابتداء میں آپ پہ عالمانہ کیفیت کا غلبہ طاری تھا۔ درس و تدریس میں لذت محسوس کرتے تھے۔ جب عرفان و سلوک کی منزلیں طے کر کے عارفِ کامل ہو گئے تو آپ کے ماموں شیخ منصور بطائحی نے ۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) میں آپ کو خلافت کا خرقہ عطا کر کے خانقاہِ امِ عبیدہ میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس سے اگلے ہی برس ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) میں شیخ منصور کا انتقال ہو گیا اور لوگ رشد و ہدایت کی خاطر دُور دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر صرف اٹھائیس ۲۸ برس تھی۔

یوں تو آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں لیکن جس کرامت کو سب سے زیادہ شہرت

نصیب ہوئی وہ یہ ہے کہ ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء)
میں آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ حج
سے فارغ ہونے کے بعد حبیب روضۂ نبوی پر
حاضر ہوئے تو گنبدِ خضرا کے قریب پہنچ کر آپ
نے بلند آواز سے کہا:

السلام علیک یا جدی!

فوراً ندا آئی:

وعلیک السلام یا ولدی!

یہ سن کر آپ پر وجد کی سی کیفیت طاری
ہو گئی — اسی حالت میں آپ نے یہ دو شعر پڑھے

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا
تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت
فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

(یعنی جدائی (دوری) کی صورت میں
تو میں اپنی روح کو روضۂ مطہرؐ پہ بھیجتا
تھا کہ میری طرف سے آپ کی آستاں بوسی
کا شرف حاصل کرے۔
اور اب کہ دولتِ دیدار مجھے
اصالتاً حاصل ہے تو آپ اپنا دستِ
مبارک بڑھائیے تاکہ میں اُسے بوسہ
دینے کی عزت حاصل کروں۔)
اسی وقت قبر مطہرؐ سے دستِ مبارک نکلا اور
آپ نے اس کو بوسہ دیا۔ اس وقت روضۂ پاک
پہ تقریباً نوے ہزار (۹۰۰۰۰) عاشقانِ جمال محمدیؐ
کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعے کو بچشم خود دیکھا۔
انہی میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ
عبدالقادر جیلانی رح، شیخ عدی بن مسافر الاموی

اور شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر
بزرگ بھی شامل تھے۔

آپ نے ۶۶ برس اس دنیا میں رہ کر
خلق خدا کی خدمت کی۔ متاہل زندگی بھی گزاری
پہلے شیخ منصور کی دختر خدیجہ سے شادی کی۔
اس کی وفات کے بعد اس کی بہن ربیعہ سے اور
اس کے انتقال کے بعد نفیسہ بنت محمد بن القاسمیہ
سے نکاح کیا۔ تین لڑکوں کے علاوہ بہت سی
لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے تو آپ کی زندگی
ہی میں فوت ہو گئے لڑکیاں عمر طبعی کو
پہنچیں۔

آپ نے ۲۲۔ جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ
(۲۳۔ ستمبر ۱۱۸۲ء) کو سفرِ آخرت اختیار
فرمایا اور اُم عبیدہ کی اسی خانقاہ میں دفن کئے گئے

جس میں آپ کے نانا کا مزار تھا۔ سید سراج الدین رفاعی نے ایک شعر میں آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور عمر بتلائی ہے ؎

ولادتہ بشریٰ واللہ عمرہ

۶۶ ۵۱۲

وجاءت للبشریٰ للہ بالقرب والزلفی

۵۷۸

(آپ کی ولادت خدا کی طرف سے بشارت تھی اور آپ کی عمر اللہ کے واسطے تھی اور آپ کے تقرب الٰہی کی بھی خدا نے خوش خبری دی تھی)

لفظِ بشریٰ سے ۵۱۲ تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ لفظ اللہ کے ۶۶ عدد آپ کی عمر ظاہر کرتے ہیں اور بشریٰ اللہ سے سالِ وفات معلوم

ہوتا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کی بہن کا لڑکا علی بن عثمان آپ کا جانشین مقرر ہوا۔ علامہ شیخ ابنِ مہذب اپنی کتاب عجائب واسطہ میں لکھتے ہیں کہ آخر عمر میں آپ کے مریدوں کی تعداد اسی ہزار ایک سو تھی۔ عراق کا کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں آپ کے دو چار خلیفے نہ ہوں اور عقیدتمندوں کا تو شمار ہی نہیں۔

تصنیف و تالیف کی طرف خاص توجہ نہ تھی، البتہ اکثر خاص مجالس میں اور کبھی کبھی عام مساجد میں وعظ فرمایا کرتے تھے یا روزمرّہ کی گفتگو میں خلفاء کو پند و نصائح کیا کرتے تھے جس کو آپ کی اجازت یا ایماء سے آپ کے خدّام قلم بند کر لیتے تھے۔ گفتگو کا انداز بہت مؤثر تھا۔ باتیں

دل میں گھر کرتی چلی جاتی تھیں اس طرح ترتیب دئے ہوئے چند رسالے اور کتابیں آپ کی یادگار مشہور ہیں۔ مثلاً مجالس الاحمدیہ، کتاب الحکم، آثار النافعہ، الحکم الساطعہ، البرہان المؤید۔ مارگولیتھ نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۳ (۱۹۳۶ء) میں دیوان اشعار، مجموعۂ مناجات (ادعیہ) اور مجموعۂ اوراد بھی آپ کی یادگار ظاہر کی ہیں۔

کتاب البرہان المؤید کا اردو ترجمہ حافظ ظفر احمد عثمانی تھانوی نے بنیان المشید کے نام سے کیا ہے جو مکتبۂ تھانوی نے، کراچی سے چھپوا کر شائع کیا ہے اور نہایت آسانی سے دستیاب ہو جاتا ہے۔

کتاب الحکم کا ترجمہ پہلے اصل عربی سے فارسی

زبان میں ہوا اور قسطنطنیہ میں چھپا۔ پھر اسی فارسی ترجمہ سے مولوی عبدالحلیم شرر نے اردو ترجمہ کیا جو ۱۹۱۶ء میں دلگداز پریس لکھنؤ سے طبع ہوا۔ یہی اُردو ترجمہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے جو مدّت سے نایاب تھا اور اقبال اکیڈمی کراچی کی عنایت سے ہم تک پہنچا ہے۔ اس کی خوبیاں صرف پڑھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ رسالہ شروع سے آخر تک عالمانہ نصائح سے لبریز ہے اور صوفیانہ حقائق و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے۔

پند و نصائح کے مخاطب اوّل اگرچہ شیخ احمد کبیر کے مرید شیخ عبدالسمیع ہاشمی واسطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، پھر بھی یہ نصیحتیں عام ہیں اور سب کے لئے مفید و نافع ہیں۔

اس رسالے میں تصوّف کی حقیقت، شریعت

طریقت کی وحدت و یگانگت، صوفیائے عظام اور علمائے کرام کے باہم اختلاف کی مذمت بہت اچھّی طرح بیان کی گئی ہے۔ صوفیاء کو علم اور علماءُ کے احترام اور علماء کو صوفیاء اور طریقت کی تعظیم کی تائید کی گئی ہے۔ مسئلہ سماع کی حقیقت کو ایسا بے نقاب کیا ہے کہ شاید ہی کسی کتاب میں ایسا کیا گیا ہو۔ مراقبہ، موت اور یادِ آخرت کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ صحتِ عقائد اور اتباع سنّت و تواضع اور عبدیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ مختصر اور پرُمغز نصائح عجیب دلکش پیرایہ میں بیان کئے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے دل میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ آخر میں کچھ علوم کشفیہ بھی ہیں جن میں نفس و روح کی تحقیق ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ جب مثنوی اسرار و رموز
لکھ رہے تھے تو یہ کتاب خاص طور پر ان کے
زیرِ مطالعہ تھی۔ انھوں نے شیخ احمد کبیر رفاعی
اور ان کی تعلیمات کے متعلق مثنوی رموزِ بیخودی
میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں ؎

شیخ احمد سیدِ گردوں جناب
کاسب نور از ضمیرش آفتاب
گُل کہ می پوشد مزارِ پاکِ او
لالہ گویاں دمد از خاکِ او
با مریدے گفت اے جانِ پدر
از خیالاتِ عجم باید حذر
زانکہ فکرش گرچہ از گردوں گذشت
از حدِ دینِ نبیؐ بیروں گذشت
اے برادر این نصیحت گوش کن

پندِ آں آقائے ملت گوش کن

قلب را ازیں حرفِ حق گرداں قوی

با عرب در ساز تا مسلم شوی

(اسرار و رموز - ص ۱۴۹)

شیخ کی دعوت کا سب سے واضح پہلو یہ ہے کہ وہ عرب کی سادگی کی طرف بلاتے اور عجم کی ملمع کاریوں کے فریب میں مبتلا ہونے سے بچاتے ہیں - چنانچہ وہ اپنے اس رسالے میں اپنے مریدِ خاص شیخ عبدالسمیع ہاشمی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

"خبردار ! اہلِ عجم کی زیادتیوں سے دھوکا نہ کھانا ، اس لئے کہ ان میں سے بعض حد سے گزر گئے ہیں" -

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدودِ مقرر کی ہیں ، انھیں اہلِ عجم پھلانگ گئے ہیں - اگر تو ان

کی باتوں میں آکر گمراہی میں مبتلا ہو گیا ہے لیکن ایک مرتبہ پھر دینِ حنیف کی طرف لوٹ آ اور حجاز کی پاکیزہ تہذیب اختیار کر کیونکہ اسی میں تمہاری صلاح و فلاح مضمر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ نے اپنی تصانیف میں واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ عجم نے مسلمانوں کو صحیح اسلام سے ہٹا کر کہیں کا کہیں پہنچا دیا ہے۔ نہ وہ خود اسلام کی روح کو سمجھے ہیں نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں ؎

دگر بہ رزمِ عرب خیمہ زن کہ بزمِ عجم
مۓ شکستہ و جامِ شکستنی دارد

رسالہ حکمتِ رفاعی اسی اجمال کی تفصیل ہے۔ اسے بار بار پڑھنے اور اس کی تعلیمات وحدت و محبّت کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہی اس رسالے کی اشاعت کا مقصدِ وحید ہے۔ دیکھئے شیخ بزرگؒ کتنی

محبت اور دلسوزی سے فرماتے ہیں :-

"اے بھائی! جان لے کہ تعلیم نے تجھے مدہوش کر دیا ہے۔ میں نے زمانہ اور اہلِ زمانہ کو آزمایا اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا، شرع شریف کی خدمت کی، اہلِ صفا کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا۔ میری نصیحت قبول کر کیونکہ یہ اس خلوص و محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے۔ بہت سے سُننے والے کہنے والے سے زیادہ دانا بھی ہوتے ہیں"۔

محمد عبداللہ قریشی

مدیر ادبی دنیا - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ والسلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔

ازجانب بندۂ فقیر ہیچمیرز احیمد[1]۔ بنام شیخ محتشم ہاشمی خدا ہمارے اُن کے اور تمام مسلمانوں کے حال پہ مہربان رہے۔ آمین۔ بھائی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ سے ڈرتے رہو۔

---

[1] احیمد بمعنی چھوٹا۔ غالباً انکسار سے حضرت قطب علامہ نے تصغیر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔

اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو - اور
چاہتا ہوں کہ اس نصیحت کو جو تمہارے حق میں اور ان لوگوں
کے حق میں ، جو تمہارے مثل ہوں ، بخوبی مفید ثابت ہو
پورے شوق سے قبول کرو۔ خبردار ! وہ شخص جو اس کی اہلیت
نہ رکھتا ہو ، اس سے بہرہ یاب نہ ہو - اس لئے کہ اگر اس بات
میں تم نے بے احتیاطی کی تو تم اس نصیحت کے اوپر ظلم
کروگے -

اے عبدالسمیع ! فقیر اگر اپنے نفس کے ساتھ دوستی
کرتا ہے تو نہایت ہی تھک جاتا ہے ، لیکن اگر اپنا کام خدا
کے سپرد کر دیتا ہے تو خدا بغیر عزیزوں اور دوستوں کی وساطت
کے اس کی دستگیری کرتا ہے - عقل فائدوں کا خزانہ اور
خوش نصیبی کی کیمیا ہے ، علم دنیا میں شرافت ہے اور آخرت
میں عزت - جو شخص اس مستعار زندگی میں اٹکا رہتا ہے ، اُسے
سوا حجابوں کے اور کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا - ماں کا رونا کہ اُ

کی رونے والیوں کا رونا نہیں ہے، انسان جس قدر لوگوں کے
آس پاس جوتیاں چٹخاتا ہے، اُسی قدر رمزِ وحدت اور بیداری
کو ہاتھ سے دیتا جاتا ہے۔

دو چیزیں دین میں ترقی دلاتی ہیں، ایک تنہائی میں ذکر
کرنا اور دوسرے نعمتِ الٰہی کا حد سے زیادہ تذکرہ کرنا۔ انسان
کی حالت اُس کے دوستوں اور ہم صحبتوں کے دیکھنے سے
معلوم ہو جاتی ہے۔ لوگ جو سختیاں برداشت کرتے اور کم و
زیادہ کی فکر میں رہتے ہیں، یہ سب حکومت اور شہرت کی
بدولت ہے اور یہی دو چیزیں لوگوں کا مقصود ہیں۔

جو حقیقت شریعت سے جدا ہو وہ زندقہ ہے، معرفتِ
خداوندی کی انتہا یہ ہے کہ بغیر چون و چرا کے اور بغیر کسی
مقام و جگہ کے ساتھ خدا کی تخصیص کئے، اُس کی ہستی کا یقین
ہو جائے، جن لوگوں کی نگاہ کے سامنے سے پردہ نہیں ہٹا
ہے اُن کے نزدیک مرضِ موت کی شدت کا زمانہ معرفتِ الٰہی

کی پہلی گھڑیاں ہیں اور اسی لئے ہم سے کہا گیا ہے: "موتوا قبل ان تموتوا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) موت آتے ہی پردہ اٹھا دیتی ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے:

"الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا"

لوگ سو رہے ہیں۔ لہٰذا جب مرتے ہیں تب ہوشیار ہوتے ہیں۔

اللہ جلّ شانہٗ کو تمام صفات سے منزّہ کرنے سے پہلے تمہاری ساری توحید شرک ہے، توحید انسان کے دل میں ایک وجدانی چیز ہے جو اُسے نیز خدا کے معطّل کرنے سے (یعنی اس کے تمام صفات کے سلب کرنے سے) روکتی ہے اور نیز تشبیہ (یعنی اس ذاتِ ایزدی کو کسی کے مثل سمجھنے) سے روکتی ہے، یہ آنا جانا سب خیال ہی خیال ہے۔

اے محتاج شخص! غرور کے گھوڑے سے اُتر کے پیادہ ہو بہت سی ایسی لغزشیں ہیں جو گڑھے میں پھینک دیتی ہیں۔ بعض

علم ایسے ہیں کہ ان کا پھل جہالت ہے اور بعض جہالتیں ایسی ہیں جن کا پھل علم ہے تو نے تو اپنے علم کو ذلت کا جامہ پہنا دیا ہے پھر علم کی عزت تجھے کیونکر حاصل ہو۔

یہ نہ سمجھ کہ مہندی کا رنگ تیرے بڑھاپے کو چھپا دے گا، اس لئے کہ مہندی نے تیرے بالوں کا رنگ بدلا ہے۔ تیرے بڑھاپے کو نہیں بدلا ہے۔ آدمی کا ایک جگہ جم کر بیٹھنا قاف سے قاف تک پھرنے سے افضل ہے اور حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات و صفات میں گفتگو کرنے سے خاموشی زیادہ کمال رکھتی ہے۔

جو شخص خدا کی مخلوق پر دست درازی کرتا ہے خدا کے نزدیک اس کا ہاتھ چھوٹا ہوتا ہے اور جو خدا کے بندوں کے مقابل غرور کرتا ہے، وہ اس معبودِ برحق کی نظر سے گر جاتا ہے۔ ہر حالت بدل جانے والی ہے اور ہر چھپی ہوئی چیز کا ایک ظاہری رخ ہے۔ جس نے تحمل کی زرہ پہن لی وہ

عجلت کے تیر سے بچ گیا۔ کوئی زبردست آدمی زمین کے کسی
سب سے اونچے پہاڑ پر نیزہ گاڑ دے، تو اگر آٹھ روز تک
رات دن آندھی چلتی رہے تو بھی اس کا بال بیکا نہیں ہو سکتا۔
چھوٹا وہ ہے جس کی بنیاد بدعتوں پر ہے اور عقلمند وہ
ہے جو بدعات سے پاک ہو۔ انسانِ کامل خدا کے سوا ہر
چیز کو ترک کر دیتا ہے۔ مخلوقات میں جتنے ہیں، وہ نہ نقصان
پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ۔ بلکہ خدا کے بندوں کے سامنے
حجاب بنے ہوئے ہیں۔ اس حجاب کو جو اُٹھا دیتا ہے وہ اپنے
خالق تک جا پہنچتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ
کر لینا ہی خوف ہے اور خدا کا خوف دوسروں کی طرف سے
بے خوف کر دیتا ہے۔ ہر حالت کے نیچے ایک حالت ربوبیت
موجود ہے۔ اگر تو اُسے پہچانتا ہوتا تو جانتا کہ تیرا ہاتھ
پاؤں مارنا اور تیرا سکون دونوں اسی سے علاقہ رکھتے ہیں
اور تجھ پر وہ مسلط ہے۔

"اعملوا فکل میسر لما خلق لہٗ"
(کام کئے جاؤ اِس لئے کہ ہر شخص کو اُسی چیز
کی توفیق دی گئی ہے، جس کے لئے وہ پیدا
کیا گیا ہے)

صوفی وہ ہے جس کے نفس کا آئینہ ایسا صاف ہو گیا کہ
اُسے دوسروں پہ اپنی فضیلت نہیں نظر آتی۔ تمام چیزیں
جو ما سوٰی اللہ ہیں خدا اور بندے کے درمیان میں پردے ہیں
جس کو اُن سے رہائی مل گئی وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

وقت تلوار کے مثل ہے جو اس سے مقابلہ کرے، اُسے
کاٹ ڈالتا ہے۔

عقلمند کی پہچان یہ ہے کہ سختی میں صبر کرے، خوش حالی
میں منکسر المزاج رہے۔ ہر چیز میں سے خوبیاں اخذ کرلے اور
حق کا جویا ہو اور عارف کی پہچان یہ ہے کہ اپنے حال کو چھپائے
اور بات سچی کہے اور اُمید و آرزو کے پھندے سے چھوٹ

جائے۔

دنیا اور آخرت دو لفظوں میں ہیں: ایک عقل اور دوسرے دین۔ علم وہ ہے جو تجھے جہالت کی حالت سے نکال دے، غرور کے مقام سے دور کرے اور اولوالعزم لوگوں کی راہ پہ لگائے۔

شیخ وہ ہے جو اپنی نصیحت تیرے ذہن نشین کر دے۔ رہنمائی کے وقت تیرا رہبر ہو اور تجھے پکڑے تو اوپر اُبھار دے۔

شیخ وہ ہے جو تجھے قرآن و حدیث کے راستہ پر لگائے اور نئی باتوں اور بدعتوں سے الگ کرے۔

شیخ وہ ہے جس کا ظاہر و باطن شرع ہو۔ طریقت عین شریعت ہے، جھوٹا اس فرقے کو نجاست سے آلودہ کرتا اور کہتا ہے کہ باطن اور ہے اور ظاہر اور۔ مردِ عارف یہ کہتا ہے کہ باطن وہ ہے جو ظاہر کا باطن اور اُس کا خالص جوہر ہے۔ قرآن تمام حکمتوں کا عظیم الشان دریا ہے مگر ایسا کان

کہاں جو سُنے ۔ تو رضائے الٰہی کے دروازے پر دستک دیگا تو فلاحیت کی صدا سُنے گا ۔ خدا سے راضی رہ اور اگر اس سے راضی رہے گا تو چین اور آرام سے سوئے گا ؛

جو شخص ماں اور باپ، چچا اور ماموں، مال و دولت اور عزیزوں اور دوستوں پر فخر و ناز کرتا ہے اُس کے دماغ میں معرفت کی بُو بھی نہیں آتی جو شخص اپنے نفس کو دیکھتا ہے وہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی عابد دونوں جہان کی عبادت کرے اور اُس میں رائی برابر بھی کبر و نخوت ہو، وہ خدا کا عدو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن ہے ۔

تین چیزیں یعنی غرور، بیوقوفی اور کنجوسی ایسی ہیں کہ اگر کسی میں ہوں تو جب تک اُس میں سے دُور نہ ہو جائیں ولی نہیں ہو سکتا ۔ جو شخص اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر دیکھتا ہے وہ خدا اور اس کی مخلوق کے نزدیک جھوٹا ہے

سب سے بڑا ظالم وہ ہے کہ اپنے تئیں دوسروں سے اعلیٰ سمجھتا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ انسان دنیا کے جھوٹے مرتبوں کی حرص رکھتا ہو۔ اُن مرتبوں میں سے ایک یہ ہے کہ نشست برخاست اور گفتگو میں جس چیز کا حق نہ رکھتا ہو، اُس کے اعتبار سے اپنے تئیں اپنے بھائی پہ ترجیح دے اور اسی پر دوسرے مرتبوں کا بھی قیاس کر لیا جائے۔ جو شخص زبردستی کی قوت سے لوگوں کو تابع کرتا ہے، وہ اُس کا جیسا ہے جو طرزِ عمل ہو، اُن کے دل میں اپنی دشمنی کی بنیاد قائم کرتا ہے، اور جو شخص غریبی اور تواضع سے لوگوں کو اپنے بس میں کرتا ہے، وہ ان کے دل میں اپنی عزت کا نقش قائم کرتا ہے۔

خدا کے ملک میں سب سے اچھا رفیق خوفِ خدا ہے اور سب سے اچھی شوکت اخلاص ہے۔ جس شخص میں تھوڑی سی نخوت و انانیت بھی ہو وہ اہلِ کمال کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا ہے۔ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنے والا اگر مرتبے

سے گر جائے تو بھی شکر گزاری کے راستے سے نہیں ہٹتا، جو شخص کامل ہے وہ اپنی خدمت سے باز نہیں آتا - کسی چیز کا دعویٰ کرنا نفس انسانی میں نخوت کا باقی ماندہ حصّہ ہے - اگرچہ دل بار نہیں اُٹھا سکتا، مگر احمق اس قسم کے دعوے سے باز نہیں آتا -

نعمتِ الٰہی کا ذکر کرنا اُس کی قربت کا بیان کرنا ہے اور اس کے ذکر میں کوتاہی کرنا بندہ ہونے کے درجے سے تجاوز کرنا ہے - جو عارف ہے اس کی نظر نہ دنیا پر پڑتی ہے اور نہ آخرت پر - سب سے بہتر کمال یہ ہے کہ غیروں کو چھوڑ دے - تغیراتِ عالم سے بشارت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اس زندۂ ازلی کے دستِ قدرت میں دے کے اپنے کو ذلیل بنائے اور فنا کا جامہ پہن لے -

شیخ کے مکان کو حرم، اُس کی قبر کو صنم اور اُس کے حالات کو آلات معرفت قرار دے کر دین کو برہم نہ کرنا

وہ ہے جس پہ پیر کو فخر و ناز ہو، نہ وہ جو پیر پہ فخر کرے۔
جس کسی کا کان ماسوائے اللہ کی آواز سے بہرہ ہو گیا
ہے وہ "لمن الملک الیوم"[1] کی صدا سنتا ہے۔ ایسا
شخص عجب، غرور، انانیت، طاقت، جوش اور غضب
کے گھوڑے سے اترتا ہے اور عبدیت کے مقام میں ٹھہرتا
ہے۔ اُس کلام کے پاس ہرگز نہ جانا جسے بعض صوفی وحدتِ
الٰہی کے بارے میں زبان سے نکالتے ہیں اور نعمت ہائے
ربانی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ اس لئے کہ
گناہوں کا پردہ کفرانِ نعمت کے پردے سے بہتر غنیمت
ہے۔

"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ و یغفر

---

[1] "لمن الملک الیوم" یعنی آج کس کی بادشاہی ہے؟
یہ وہ کلمہ ہے جسے میدانِ حشر میں ربّ العزت کی جانب سے
سنیں گے۔

ما دون ذالك لمن یشاء"۔

(اللہ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کی درگاہ میں شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کسی کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔)

کسی شخص کو تم اگر ہوا میں اُڑتے دیکھے تو بھی جب تک تو اس کے اقوال و افعال کو شرع کی ترازو میں نہ تول لے، اس کا اعتبار نہ کر اور گروہِ صوفیاء کے ہر قول و فعل سے خبردار، انکار نہ کرنا۔ اُن کے حالات کو تو اکفیں پر چھوڑ دے۔ اگر شرع شریف اُن کے معاملات میں مخالف نظر آئے تو تو ایسی صورت میں پابندِ شرع رہ۔ مخالفات کے ترک کرنے سے پہلے مسائل معرفت میں بحث کرنا بھی منجملہ خواہشات نفسانی کے ہے جو کوئی اپنی خواہشِ نفسانی کے باعث حق و باطل کی طرف مائل ہو وہ گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ معرفتِ الٰہی کے دروازوں میں

سے پہلا دروازہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو خدائے عزوجل سے مانوس کرے اور زہد خداوند جل وعلا کی راہ میں چلنے والے کا پہلا قدم ہے، جو عشق میں مرے وہ شہید ہے اور جو اپنی زندگی خلوص میں بسر کرتا ہے، سعادتمند ہے اور یہ دونوں چیزیں جب ہی نصیب ہوتی ہیں جب خدا اُن کی توفیق دے۔

جو شخص بغیر مرشد کے راستے میں چلتا ہے، اُلٹے پاؤں واپس آتا ہے۔ یہ طریقت ورثے میں نہیں ملتی۔ نہ کوئی اُسے باپ کے ترکے میں پاتا ہے۔ بلکہ اس طریقت کے حاصل کرنے کے لئے عمل وجہد۔ حدودِ معینہ پر قائم رہنا۔ اللہ جل شانہٗ کی درگاہ میں آنسو بہانا اور اس حضرت رب العزّت کا ادب کرنا ضروری ہے۔ بہت سے نادان جانتے ہیں کہ یہ طریقہ بحث ومباحثے، روپے پیسے اور ظاہری اعمال کے ذریعے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس مرتبے

کو انسان سچائی، فروتنی، ذلت، فقیری۔ سنتِ رسول مختار صلعم کی پیروی اور اغیار کے ترک کرنے سے پہنچتا ہے۔
جس کا خدا عزیز ہو وہ ہر جگہ عزیز ہے اور جس کا اُس خدائے لم یزل کے سوا کوئی اور عزیز ہے، وہ ہر جگہ عزیز نہیں۔ قرآن ایسی نشانی ہے جس میں بہت سی نشانیاں جمع ہیں اور آیاتِ ربانی اُس میں درج ہیں۔ جس کسی پر خداوند جل وعلا نے یہ احسان کیا ہے کہ اُس کے باطنی رموز کو سمجھتا اور ظاہری احکام شرع کی پابندی کرتا ہے اُسے دو برکتیں حاصل ہیں اور جو اپنی رائے سے معنی کہتا ہے۔ گمراہ ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن دونوں سے دُور جا پڑتا ہے۔ خداوندِ جل وعلا کا ذکر تمام آسمانی آفتوں سے دُور ارضی حوادث کے لئے سپر ہے۔ ذکرِ الٰہی کرنے والا شخص چونکہ خدا کا ہم صحبت ہے۔ لہٰذا اُسے اُس ربّ العزت کے ادب سے درگزر نہ کرنا چاہیئے تاکہ اُس صحبت سے دُور نہ ہو جائے جو

قبولیت کی برکت ہے اور غفلت سے پاک ہو جائے۔

جو زبان کہ بارگاہِ قلب کی سچی ترجمان ہے وہ اپنی دولت کو ظاہر کرتی اور اپنے خزانہ کا دروازہ کھولتی ہے۔ جس شخص کا دل پاک ہو اُس کی زبان اچھی اور اس کا بیان شیریں ہے، اگر اپنی زبان سے رموزِ حقیقت کے کھلنے کا اعتبار کرے اور اپنے قلب کو پاک کر دے تو اُس کو عرفان میں ترقی ہوتی ہے اور محبتِ حق اُس پر آشکارا ہوتی ہے اور جو صرف زبان کا حظ اُٹھا لینے پر کفایت کرکے اعمال کے ثمروں کو چھوڑ دیتا ہے، اُس کا ہاتھ اقوال ہی تک پہنچتا ہے۔ روح وہ جسم ہے جو معرفت کے لئے ہمیشہ متنبہ رہے، وہ سر ہے جس میں سلامت روی ہو۔ وہ دل ہے جس میں رحم ہو اور وہ قدم ہے جو حق کے راستے پر قائم ہو۔ حکمت کے لئے شرط ہے کہ خیرات کو تو ان لوگوں تک پہنچا دے جو اس کے مستحق ہیں اور سچائی کے لئے شرط ہے کہ غیر مستحقین پر بھی تو ہاتھ نہ روکے اور ان

دونوں کاموں کا پھل تو خدا سے پائے گا۔

جو نعمتیں تجھ کو ملی ہیں اُن کی ناشکری نہ کر۔ اس لیے کہ یہ خدا کو ناگوار ہے۔ جس کے دل میں فریب ہو اُس کے لئے فلاحیت نہیں ہے۔ ظالم عزیز نہیں ہوتا۔ گنہگار کا کام پورا نہیں اور جو بندہ صرف خدا کی وکالت اور اسی کی مدد پر قناعت کرتا ہے، ذلیل نہیں ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل میں شک ہے اُسے فلاح نہیں ہوتی۔ مکّار کی آرزو نہیں پوری ہوتی، کنجوس کو فائدہ نہیں ہوتا، حاسد کو کسی کی مدد نہیں ملتی اور سگ دنیا مردار گوشت پر قابو نہیں پاتا۔

وہ بندۂ مومن جو خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا۔ اُس کا دل توڑنے کی کوشش میں مملکت کسریٰ بھی درہم برہم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دیکھا کرتے ہیں، ان کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ دیندار آدمی توبہ و استغفار کے ذریعے سے حجاب کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا ہے اور

بے دین کی آنکھوں پر پردے پر پردے پڑتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جس کی خدا تعالےٰ نے نگہبانی کی۔ بے وقوفی کا کوئی علاج نہیں ہے اور حماقت کا مرض دُور نہیں ہوتا۔ مغرور کے ساتھ کوئی ہم صحبت نہیں ہوتا اور دغا باز عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہیں کرتا، جو غافل ہے اُسے نور نہیں عطا ہوا۔ جو شخص اپنے قول و قرار کو پورا نہیں کرتا اُس کے پاس ایمان ہی نہیں ہے۔

خداوند تعالیٰ نے مقرر فرمادیا ہے کہ نیکوکار بندے شریروں کے ہاتھوں اور بدکاروں کی زبانوں سے اس دنیا میں سخت تکلیف اُٹھائیں اور حقیر و مردار شخص بھی نیکی کرنے والے کے حق میں بدی اور بے ضرر آدمی کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ خدا کی مدد صاحب خلوص اور منکسر المزاج بندوں کو گھیرے ہوئے ہے۔

" وما للظالمین من انصار "

"(اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے)"۔

دشمن کی پہچان یہ ہے کہ تیری دولت کی طرف راغب ہو، مگر جب تیری دولت کو نقصان پہنچ جائے تو تجھے چھوڑ دے۔ تیری پیٹھ کے پیچھے تجھ پر زبان کی تلوار سے حملہ کرے اور تیری ثنا و صفت کرنی اُسے ناگوار گزرے، تو اُسے خدا پر چھوڑ دے اس لئے کہ وہ خود ہی اوندھے منہ گرے گا۔ اس کی مثال آگ سی ہے کہ لکڑی کو کھلاتی ہے اور اس کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔

وکفیٰ باللہ نصیرا۔

(اور مددگار چاہیئے تو اللہ کافی ہے)

اور دوست کی علامت یہ ہے کہ وہ خالص خدا کے لئے دوستی کرتا ہے۔ اگر ایسا کوئی رفیق مل جائے تو اس سے راہ و رسم پیدا کر۔ اس لئے کہ سچے دوست نہیں ملتے ہیں۔ صوفیوں کی بعض باتوں کی تاویل کر لیا کر۔ گویا خدا کی مقرر کی ہوئی

حدوں کے ذریعے سے تو شبہات کو اپنے دل سے دُور کر دے ، اگر میں منصُور حلّاج کے زمانے میں ہوتا اور جو الزام منصور کو لگایا گیا تھا وہ ثابت ہو جاتا تو فتوےٰ دینے میں میں بھی اُنہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ، جنہوں نے اُن کے قتل کا فتویٰ دیا اور اگر ثابت نہ ہوتا تو میں کوئی ایسی تاویل کرتا کہ اُن کی جان بچ جاتی اور میں اتنے ہی پر قناعت کرتا کہ انھوں نے توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیا ہو گا کیونکہ رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے -

اللہ جل شانہٗ نے بڑے بڑے اعلیٰ مراتب اپنے ایک بندے کو عطا کئے ہیں اور جن لوگوں کو خدا نے بخش دیا ہے وہ ان مرتبوں پر ترقی کرتے ہیں - ان مراتب نجات کے طے کرنے میں جسے معرفت کا بھید معلوم ہو گیا وہ تمام مخلوقات کے سامنے عاجزی کا سر جھکا دیتا ہے اِس لئے کہ معاملات کے انجام چھپے ہوئے ہیں - بخشش کا میدان وسیع ہے اور

حضرت کریم جل شانہٗ کے لئے کسی چیز کی قید نہیں ہے جو چاہے کرے اور جسے چاہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کرے۔

" یختص برحمتہ من یشاء "

(اپنی رحمت کے لئے وہ جسے چاہتا ہے مختص کرتا ہے)۔

خراسان کے بعض عجمی صوفیوں نے کہا کہ صوفیِ کبیر ابنِ شہریار قدس سرہٗ العزیز کی روحانیت عرب و عجم کے تمام صوفیوں پر متصرف ہے، گو میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ سب سے بڑا کام کرنے والا اور عطا کرنے والا ہے صاحبِ دل لوگوں کے نزدیک حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اہل اللہ میں باری باری اُن کے وقت اور حالات کے مطابق دورہ کرتی رہتی ہے اور روحانی تصرف کا مخلوق میں ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہٗ کی مہربانی بعض ہی نہیں، تمام اولیا اللہ کے

شاملِ حال ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ کو درگاہِ ایزدی میں اپنا وسیلہ قرار دیتا ہے اُس کی حالت سدھر جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ربّ العزت فرماتا ہے :-

"نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ"

(ہم تمہارے دوست ہیں دنیا اور آخرت میں)

خبردار اہلِ عجم کی زیادتیوں سے دھوکا نہ کھانا اس لئے کہ اُن میں سے بعض حد سے گزر گئے ہیں اور حبیبِ خدا حضرت رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا ہے بندہ چاہے زندہ ہو یا مردہ ، اُس میں کسی قسم کی قدرت خیال کرنے سے بچ اس لئے کہ ساری مخلوقات

"لا یملکون لانفسہم ضراً ولا نفعاً"

(اپنی ذات کے لئے نہ نقصان پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نفع پہنچانے پر)

یعنی نہ اُن سے فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان - لیکن خدا کے
دوستوں کی محبت کو درگاہِ خدا میں وسیلہ بنا - اِس لئے کہ
اپنے بندوں کے ساتھ خدا کی محبت خدائی کے بھیدوں میں
سے ایک ہے اور جو چیز خدا کی درگاہ میں اچھا وسیلہ ہے
وہ خدائی کا بھید اور پروردگاری کی صفت ہے -

ولی وہ مرد ہے جو دل وجان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا دامن پکڑے اور خدا سے راضی ہو، جو شخص خدا کے
پاس پناہ لیتا ہے، اُس کی عزّت بڑھتی ہے اور جو شخص
خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرتا ہے، ذلیل ہوتا ہے -
جو شخص غیروں کے برتے پر بے پروا بنتا ہے حقیر ہوتا ہے
اور جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے سوا کوئی اور
راہ اختیار کرتا ہے گمراہ ہوتا ہے -

علم نور ہے اور خاکساری سرور - مرد کے واسطے ہمت یہ
ہے کہ اپنا حال خدا کے سپرد کردے اور بہ حیثیت ایمان اعلیٰ

درجے پر ہونے اور بہ حیثیت ہمت اعلیٰ درجہ رکھنے میں فرق اور تفاوت ہے۔ جس کو اس بات کا یقین ہے کہ کارسازِ مطلق اللہ جل شانہٗ ہے، وہ اپنی ہمت کو دوسروں کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔ خدا کی راہ میں جس کی ہمت بلند ہو اُس کا بھروسہ خدا کے ساتھ درست ہے۔ اور وہ دوسروں کے سائے میں پناہ نہ ڈھونڈے گا۔

فیاضی کا دسترخوان وہ ہے جس پر اچھے اور بُرے ہر طرح کے آدمی بیٹھیں۔ خدا اپنے بندوں پر انجام میں ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اللہ جل شانہٗ اگر اپنے کسی بندے کو مہربانی سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے، تو پھر واپس نہیں لیتا۔ سوا اس کے کہ اس سے ناشکری ظاہر ہو۔ خدائے برتر کی عنایتوں کا فیض عقل و وہم سے باہر ہے، جو اس بات کو جانتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ اپنے سب کام اُس کارسازِ مطلق کی مرضی پر چھوڑتا ہے اور اپنا سر

رضا و تسلیم کی خاک پر رکھ دیتا ہے۔
اگر کسی پر حقیقتوں کا راز کھل جائے تو وہ اُس کے
صفحوں پر اس سطر کو پڑھے گا کہ
"کل شیئ ھالک الا وجہہ"
(سب چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں مگر اُس کی
ذات"
ہستی کے دائروں کو اگر تو غور سے دیکھے
تو تجھے نظر آئے گا کہ عاجزی بھی اُن میں گھری ہوئی ہے
اور محتاجی بھی اُن میں قائم ہے اور طاقت
دستگیری، امیری اور قدرت سب خدا کے لئے ہیں، جس
کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مثل۔ لوگ جو دم دائیہ
رکھتے ہیں خود بینی میں مبتلا ہیں اور قسمت کا مقابلہ کرتے
ہیں۔ یہ اُن کے پاؤں کی لغزش ہے۔ جیسا تیرا دعوٰے
ہے ویسی ہی اگر تو طاقت اور قدرت بھی رکھتا ہوتا تو

کبھی نہ مرتا تو چونکہ خودی اور غرور کا دعویٰ کر رہا ہے لہٰذا
تجھے عزت سے کیا تعلق؟ امیری اور عزت کے گھوڑے
سے اُتر اور غلامی و ذلت کا لباس پہن۔ چونکہ تیرا سارا
دعویٰ جھوٹ ہے اور تیری ساری ریاست اور تیرا غرور
فضول ہے۔ لہٰذا ان چیزوں سے زبان روک اور کہہ کہ ہر
چیز خدا ہی کی طرف سے ہے۔

ان دو دیواروں کے درمیان چل۔ دیوارِ شرع کے اندر
اور دیوارِ عمل کے اندر۔ پیروئ رسولؐ کے راستہ پر چلتا رہ
اس لئے کہ پیروئ رسولؐ ہی کا راستہ بھلا ہے اور
بدعت کا راستہ بُرا ہے اور بھلائی اور بُرائی کے
درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اپنے سر کو تسلیم کے
دروازے پر اور اپنی پیشانی کو عاجزی کی خاک پر
رکھ۔ اپنے عمل پر بھروسہ نہ کر۔ خداوند عزوجل کی قدرت
اور رحمت سے التجا کر اور خود بینی اور دوربینی جستجو

سے پاک ہو۔ اِس لئے کہ اس ذریعے سے تو ایمان دار اور پرہیزگار سعادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔

نیکوکار بندے کی یہ برکت ہے کہ حضرت رب العزت کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ جناب باری کے دروازے پر اولیاء اللہ کی حرمت اور عزت ہے اور یہ خوش نصیبی اگر انھیں نہ عطا ہوتی تو اللہ جل شانہٗ اور لوگوں کو اپنی ولایت کے شرف سے مخصوص نہ کرتا، وہ لوگ خدا کے جانباز بندے ہیں کہ ان کے ذریعے سے حضرت رب العزت نے اپنی شریعت کو مضبوط فرمایا۔ حقیقت شناسی کی اعانت کی، اُن کی وساطت سے جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کو قائم رکھا اور انھیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"یا ایها النبی حسبک الله ومن اتبعک

من المومنین "

(اے نبی! تیرے لئے کافی ہے اللہ اور وہ مومنین جنہوں نے تیری پیروی کی)

اللہ جل شانہ' کی معرفت مختلف طریقوں کی ہے اور اس کی قسموں میں سب سے بڑی یہ ہے کہ اُس کے احکام کی عزت کی جائے۔

خدا اور اس کے بندوں کے درمیان غفلت کے سوا اور کوئی پردہ نہیں ہے۔ حضرت رب العزت فرماتا ہے۔

"اذکرونی اذکرکم"

(تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)

جو بندہ معرفت رکھتا ہے وہ اُسی کی درگاہ میں پناہ ڈھونڈھتا ہے اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہتا ہے۔ اور حق سبحانہ' تعالیٰ بغیر اس کا لحاظ کئے کہ اُس نے کوئی عمل یا عبادت کی ہے یا نہیں اُسے اپنے فضل و کرم

سے سرفراز فرماتا ہے۔ دل اللہ جل شانہٗ کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے۔ لہٰذا اُس کی درگاہ میں آہ وزاری اور اظہار عاجزی کرو تاکہ وہ دلوں کو اپنی محبت اور اپنے دین پر قائم رکھے۔

" وکفیٰ باللہ ولیّا۔"

(اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے۔

آدمیوں کا ظاہری رُخ دو طرح کا ہے، یا تو ان کا ظاہر اچھا ہے یا بُرا اور ان پر تصرّف کرنے والا اللہ جل شانہٗ ہی ہے، مگر فرق کیا ہے کہ بندوں کے اچھے کاموں سے راضی ہوتا ہے اور بُرے کاموں سے راضی نہیں ہوتا ؛ جس کا سبب یہ ہے کہ اُس نے جزئی اختیارات بھی بندوں کو دے رکھے ہیں تو ٹیڑھوں کو سیدھا کرنے کی کوشش اُس وقت تک نہ کر جب تک اُس کے سیدھے ہونے کا وقت نہ آئے کیونکہ ابر رحمت اپنے وقت ہی پر برسا کرتا ہے اور قبل از وقت لوگ اُس کو نہیں چاہتے۔

اپنے حوصلے کو تو رنج والم کے ہاتھ میں نہ دے دے ورنہ
اعلیٰ مقاصد سے محروم رہ جائے گا - اِس لئے کہ غم ہمت کے
حق میں کا فور کی شان دکھاتا ہے اور استقلال عنبر کی شان
وہ کارساز موجود ہے اور اُس کے سوا سب غائب - اُنھیں
چیزوں پر قائم رہ جو تجھے عطا ہوئی ہیں اور ان کے بدلنے
اور بنانے میں جو بے چینی ہوتی ہے اُس سے اپنے نفس کو
پریشان نہ کر اپنی ذات کو نہ مجبور خیال کر اور نہ مختار اس
لئے کہ اصل حقیقت ان دونوں حالتوں کے درمیان میں ہے
جو ولی خلاف ظاہر کہہ جاتا ہے اور اصولِ شرع پر حملہ کرتا
ہے وہ قول وجلالِ ربانی کے پردے میں پڑا ہوا ہے تاکہ
ربوبیت کے جلال سے مقہور ہو کے حکمِ ربانی کی طرف
رجوع کرے - اس لئے کہ اگر اس نے قاب قوسین کی سچائی
کی طرف رُخ کیا اور حضرت رسالت کی پیروی اُس سے ظاہر
ہوئی تو بندگی کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے جو سب سے اعلیٰ مرتبہ

ہے اور خلقت کے لئے قربتِ الٰہی کا کوئی اس سے بڑا اور قوی وسیلہ نہیں ہے۔

جس کسی نے آنکھ میں توفیقِ الٰہی کا سرمہ لگایا، اُس نے ہر چیز کو علم الیقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ٹھیک جانو کہ باطن اور ظاہر دونوں پر باطن کی حکومت ہے۔ بصیرت اور دل کی صفائی اور آنکھوں کے نور کی رسائی کم کھانے اور کم پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بھوک خودبینی، کبر اور غرور کو مٹاتی ہے اور اس کے ذریعے سے نفس کو یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ حق کی طرف رجوع کرے۔ دراصل بھوک سے بہتر کوئی نفس کو توڑنے والی چیز میں نے نہیں دیکھی وجہ یہ کہ پیٹ بھر کے کھانے سے گرانی ہوتی ہے۔ دل تاریک ہوتا ہے اور نابینائی پیدا ہوتی ہے جو غفلت کو بڑھا دیتی ہے۔

پڑوسیوں کی خاطر داری عزیزوں کی خاطر داری سے اچھی

ہے کیونکہ عزیزوں کا دل قرابت کے رشتے میں بندھا ہوا ہے اور پڑوسیوں سے یہ علاقہ نہیں - جو دل روشن ہے وہ نیکوں اور عارفوں کی صحبت کی طرف میل کرتا ہے اور خود پرستوں اور نادانوں کی صحبت سے متنفر رہتا ہے - خدا کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنا بندے کو خداوند جل و علا تک پہنچاتا ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا پل صراط پر گزرنے کو آسان اور دعا کو قبول کرتا ہے اور خیرات اللہ اعظم کے غصے کو دور کرتی ہے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا نزع کی تکلیفوں کو آسان کرتا ہے - بدکاروں، احمقوں، ظالموں اور حاسدوں کی صحبت ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے -

عارف وہ ہے جو سلوک کے پڑے برحق طریقے پر ہمیشہ اور استقلال سے چلے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اُس کو نہ چھوڑے - صوفی وہ ہے جو وہموں اور شکوں سے دور رہے اللہ جل شانہٗ کی ذات و صفات کے بارے میں کہے :

"لیس کمثلہٖ شئ"

(اس کے مثل کوئی چیز نہیں)

اور اُس رب العزت کو یقین کے علم سے جانے تاکہ اُن لوگوں کے زمرے سے نکل آئے جو اُس حضرت عزوجل کو ظنی علم سے جانتے ہیں اور اس کا گلا تقلید کی قید سے چھوٹ جائے۔

صوفی وہ ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے طریقے پر نہ ہو اور اس کے سوا کسی اور چیز کو اپنے حرکات و سکنات کی بنیاد نہ قرار دے۔

صوفی وہ ہے جو اپنے وقتوں کو اپنے نفس کے معاملات میں نہیں صرف کرتا۔ اس لئے کہ جانتا ہے کہ مدبر حقیقی اللہ جل شانہٗ ہے اور اپنے معاملات و حالات میں سوا خدا کے کسی اور چیز پر بھروسا نہیں کرتا۔

صوفی وہ ہے جو حتی الامکان خلقت کے ملنے جلنے سے پرہیز کرتا ہے، اس لئے کہ وہ جس قدر مخلوقات سے ربط وضبط

بڑھتا ہے اُسی قدر اس کے عیوب کھلتے جاتے ہیں اور امر حقیقت اُس پر پوشیدہ رہ جاتا ہے۔ بعض لوگوں سے ملنا جلنا اگر گوارا کرے تو پھر اس صورت میں نیک نفس لوگوں سے بھی صحبت بڑھائے۔ اس لئے کہ وارد ہوا ہے:

"المرء علیٰ دین خلیلہ"

(مرد اپنے دوست کے دین پر ہے)

فقیر کا نفس کبریت احمر کے مثل ہے۔ حق چیز کو حق ہی میں صرف کرے۔

جو شخص اپنی باتوں، اپنے کاموں اور اپنے حالات کو ہر وقت قرآن و حدیث کی ترازو میں نہ تولے اور اپنے دل کو ملزم نہ پائے اُس کا نام ہمارے نزدیک مردوں کی فہرست میں درج نہیں ہوتا۔ جو اپنی آدمی کو جانتا ہے اُس پہ اُس کا صرف کرنا آسان ہے، جو شخص اپنے نفس سے ثابت قدم ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی اُس کی وجہ سے ثابت قدم رہتے ہیں۔

ٹیڑھی شاخ کا سایہ سیدھا کیونکر ہو سکتا ہے۔

فقیر اگر اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرے اور شوق و راستبازی کی آگ میں جلے تو خدا کی عنایت سے ثابت قدمی کے میدان میں قدم جما دیتا ہے اور نیکیوں کا خزانہ اور خلقت کا مطلوب بن جاتا ہے اور اس مینہ کے مثل ہو جاتا ہے جو جس جگہ برس جاتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے، اور ایسے ابرِ رحمت کے زمانے میں خلقتِ خدا پر رحمت اور تسلّی نازل ہوتی ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جھوٹے کی پیروی کرتے ہیں اور سچے سے بھاگتے ہیں اور مغرور لوگوں کے گرد ہجوم کرتے ہیں اور جن لوگوں کو زمانے نے چھوڑ دیا ہے ان سے بھاگتے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر تو تعجب نہ کر۔ اس لئے کہ یہی حالت نفس کی ہے۔ نفس بھی سجی ہوئی کوشک زرنگار قصر اور وسیع ایوان کو پسند کرتا ہے اور عالی مرتبہ پیر شاندار عمامہ سر پر رکھ کے اور لمبی آستین لٹکا کے

شان وشوکت ظاہر کرتا ہے - اس پردے کے ہٹانے کے
لئے تُو اندرونی ہمت کو بلند کر نہ نفس کی ہمت کو اور اپنے
نفس سے خطاب کر کے پوچھ کہ اگر تو ایک طرف رسول اکرم
اور نبیٔ معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان سے بوریے
پر بیٹھا ہوا دیکھے کہ چٹائی کے نشان آپ کے جسم مطہّر میں
بنے ہوئے ہیں، آپ کے اہلِ بیت رضوان اللہ وسلامہ
علیہم فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور نوکروں چاکروں کا کہیں
پتہ نہیں ہے اور دوسری طرف تو کسرائے عجم کو دیکھے کہ
مرصع تخت پر شان وشوکت سے بیٹھا ہوا ہے جس میں
بیش قیمت موتی لگے ہیں - اُس کے اہل وعیال رنگ رلیاں
منا رہے ہیں اور خدم وحشم کا ہر طرف ہجوم ہے - تو
ان دونوں میں سے کس کی طرف رخ کرے گا اور کس کا ساتھ
دے گا؟ اگر اللہ جل شانہٗ تیرے نفس کو توفیق دے تو تُو
یقیناً حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو دوست رکھے گا - اپنے دل کی
ہمت کو اہلِ بیتِ نبوی کی حالت میں پہنچا تاکہ تو اللہ
جل شانہٗ کے گروہ میں شمار کیا جائے - چنانچہ قرآن پاک
میں ارشاد ہوا ہے :

"الا ان حزب اللہ هم المفلحون"

(آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کے گروہ والے ہیں
اُنھیں کے لئے فلاح ہے)

اور خبردار کبھی اپنی بے نفسی کی طرف نہ دیکھ - اس لئے کہ جو
بھوک بغیر معرفت اور بغیر آدابِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو وہ تو کتوں کی ایک صفت ہے اپنی قدر و منزلت
کو آدابِ محمّدی کے ذریعے سے پہونچے ہوئے لوگوں کے
اعلیٰ مرتبوں تک پہنچا اور اعمالِ خیر کرکے دکھا اور خودی و
خود نمائی کے جذبات کو اپنی ذات سے نکال کے پھینک دے
اس لئے کہ یہ چیز منجملہ شیطان کے جذبات کے ہے اور خدا کا

خاص بندہ بن تاکہ قربت کے درجے کو پہنچے -

" وکفیٰ باللہ ولیاً "

(اور دوستی چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے)

اس زمانے کے لوگ جادوگری ، کیمیاگری ، وحدت کا نام لینے ، زیادہ باتیں بنانے اور جھوٹے دعوے کرنے کے ذریعے سے اپنی گردن اونچی کرتے ہیں - خبردار! ایسے لوگوں کے پاس نہ پھٹکنا - اس لئے کہ وہ اپنے پیروؤں اور اپنے پاس والوں کو دوزخ اور غضب الٰہی کی طرف کھینچے لئے جاتے ہیں اور خدا کے دین میں ایسی چیز داخل کر رہے ہیں جو اس میں نہیں ہے ، وہ لوگ ہماری جماعت میں خرقہ پوشوں کے گروہ سے ہیں - تو انھیں دیکھے تو سمجھے گا کہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ خدا کے مقرّب لوگوں میں ہیں - اگر اُن میں سے کسی کو تو دیکھے تو فوراً اُس سے بھاگ - خدا کے پاس جا کے پناہ لے اور کہہ :

" یالیت بینی و بینک بعد المشرقین "
(کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فرق ہوتا)

اگر کوئی جاہل شخص تجھے ہاتھ پکڑ کے اس گروہ سے الگ لے جائے اور کہے کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہ اور قرآن و حدیث کی پابندی کر تو وہ ان تمام جھوٹے دعوے کرنے والوں سے اچھا ہے جو اپنے کو خرقہ پوش بنائے ہوئے ہیں ان سے اس طرح بھاگ جس طرح لوگ غضب آلود شیر سے یا کوڑھی سے بھاگتے ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ حضرت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرتے تھے کہ نیکی کیا ہے؟ مگر میں یہ پوچھتا تھا کہ برائی کیا چیز ہے۔ اِس اندیشے سے کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہوجاؤں اسی بنیاد پر میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ
جہالت اور بدکاری میں مبتلا تھے اور حق
سبحانہٗ تعالیٰ نے اس روشن دین اسلام
کو نیکی کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ کیا اس نیکی
کے بعد پھر ہمیں برائی سے سابقہ پڑے گا؟"
ارشاد ہوا "ہاں"۔
میں نے عرض کیا:
"پھر اس برائی کے بعد نیکی ظاہر ہو گی؟"
فرمایا:
"نعم وفیہ دخن"
یعنی (ہاں اور اسی نیکی سے اس برائی کی خرابی
اور شومی ظاہر ہو گی)
میں نے عرض کیا
"اس کی شومی کیا ہے؟"

ارشاد ہوا:۔

"قوم" یھدون بغیر ھدی تعرف منھم و تنکر"

یعنی (ایک ایسا گروہ پیدا ہو گا جو لوگ گمراہی کی طرف رہبری کریں گے۔ اپنے آپ کو راہِ راست پر دکھائیں گے، حالانکہ ایسے ہوں گے نہیں)

میں نے دریافت کیا:

"کیا اس کے بعد بھی بُرائی کا ظہور ہو گا؟"

ارشاد ہوا ہاں!

"دعاۃ" علی ابواب جہنم من اجابھم قذفوہ فیھا"

یعنی (ایک ایسی جماعت ہو گی جو لوگوں کو دوزخ کے دروازوں کی طرف بلائے گی اور جو کوئی شخص ان کی پیروی کرے گا اُسے فوراً

دوزخ میں دھکیل دیں گے ۔"

میں نے کہا

"یا رسول اللہ! مجھے ان کا پتہ بتائیے"؟

ارشاد ہوا:

"ھم من جلدتنا یتکلمون بالسنتنا"

یعنی (وہ لوگ ہمارے لباس میں ظاہر ہوں گے

ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے)۔

میں نے عرض کیا:

"میں اُس زمانے میں اگر موجود ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہئیے"؟

ارشاد ہوا:

"تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا

ساتھ نہ چھوڑنا ۔"

میں نے عرض کیا:

"اگر ان لوگوں کی جماعت نہ ہو اور ان کا کوئی امام بھی

نہ ہو تو کیا کروں ؟"

فرمایا

" تو تو ان سب فرقوں سے علیحدگی اختیار کر۔ اگرچہ یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ مارے بھوک کے تو کسی درخت کی جڑ کو چوستا اور چاٹتا ہو اور اسی حالت میں تیرا دم نکل جائے ۔"

یہ وصیت ہے ہمارے پیغمبر امین ، ہمارے سردار اور سردارِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ، اس کو یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور خبردار ! راستہ بتانے میں بخل نہ کر۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی تجھ سے سیدھی راہ پوچھے تو اس کے سوال کو ہرگز رد نہ کر۔ اس لئے کہ ایسی روش سے خدا اور بندگانِ خدا کے ساتھ بے ادبی ہوتی ہے۔ اس چال ہی کی بنا ذلت و خواری پر پڑی ہے ۔ چنانچہ اگلے زمانے کے لوگوں نے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر کیا اور خدا تعالےٰ نے

اُنھیں معزز بنا دیا - انھوں نے اپنے تئیں فقیر کہا اور اللہ جل شانہٗ نے اپنے کرم سے انھیں تمام لوگوں سے زیادہ دولت مند کر دیا اور ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کر جو بزرگوں کے کلام کی تو ہمیشہ تاویل کیا کرتے ہیں - مگر ان کے جانب منسوب ہونے کے اوپر اور نیز ان کی حکایتوں پر نازاں ہیں - وجہ یہ کہ ان کہانیوں میں بہت سی ایسی ہیں جو جھوٹ اور افترا ہیں اور سوا اس کے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہانیاں مخلوقات پر خدا کا ایک قسم کا عذاب ہیں - جب انھوں نے امر حق کو نہ جانا اور نیکی کی اُنھیں حرص ہوئی تو خدائے عزوجل نے انھیں بے عقل لوگوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں جنھیں نبوت کی پاکیزگی حاصل ہے انھوں نے فرقہ ہائے مرغبہ[1] (ترغیب

---

[1] پہلے دو فرقوں یعنی مرغبہ و مرتبہ سے غالباً حضرت شیخ سید احمد رفاعی قدس سرہٗ العزیز کی مراد وا عظین سے ہے - جو ترغیب و

(باقی اگلے صفحے پر)

کرنے والوں) مرجبہ (ترہیب کرنے والوں یعنی عذابِ الٰہی سے ڈرانے والوں) غامضہ (چشم پوشی کرنے والوں) اور ظاہرہ (یعنی اہلِ ظاہر اور محض ظاہری الفاظِ حدیث پہ چلنے والوں) کی طرح افترا پردازیاں کیں اور حضرت ربّ العزت نے بعض اہلِ بدعت اور گمراہوں کو اس کام پر مسلّط کیا ہے

(پچھلے صفحے سے آگے) ترہیب کی طرف جھکتے ہیں تو ہر طرح کی ضعیف و موضوع روایات بلکہ بے بنیاد کہانیاں بیان کرنے لگتے ہیں۔ غامضہ سے شاید وہ علما مراد ہیں جو لوگوں کو بگڑتے اور ضلالت میں پھنستے دیکھتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں اور جنہیں مدا ہنت کا الزام دیا جاتا ہے اور ظاہرہ سے مراد ظاہریہ فرقہ والے اہلِ حدیث مراد ہیں جو حدیث کے ظاہری الفاظ کے ایسے گرویدہ ہیں کہ ضروری اور فطری قیاسات سے بھی بھاگتے ہیں مثلاً کسی جگہ پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہو تو کہتے ہیں کہ وہاں صرف پیشاب ہی منع ہے۔ پاخانہ وہاں پھرے تو مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب
(ناظم العرفان)

کہ جھوٹ بولیں اور بزرگوں کے کلام میں افترا پردازی کریں انھوں نے اُن کے کلام میں ایسی ایسی باتوں کو داخل کر دیا ہے جن کی خود انھیں خبر بھی نہ تھی۔ بعض لوگوں نے اُن کی پیروی کی اور سب سے بدتر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔

خبردار! ایسے لوگوں سے بھاگ اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لئے حضرت پیغمبر ذی شان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو پکڑ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ۔ اجماعِ اُمّت کی عام سڑک تجھ پر آشکارا ہے اور اہلِ سُنّت کے گروہ سے جو کہ مسلمانوں میں نجات پانے والا فرقہ ہے، دُور نہ ہو اور خدا کے حکموں کو مضبوط پکڑ اور سوا اُن کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتوں کو دل میں یاد رکھ۔

فلیتک تحلوا والحیاۃ مریرۃ

ولیتک ترضیٰ والانام غضاب

(اے خدا! تجھ میں حلاوت ہوتی، زندگی
چاہے تلخ کیوں نہ ہوتی اور راضی ہوتا اور
ساری خلقت چاہے برہم ہی ہوتی)

ولیت الذی بینی و بینک عامر
و بینی و بین العالمین خراب

(اور وہ وسعت جو میرے تیرے درمیان ہے
آباد ہوتی اور میرے اور سارے عالم کے درمیان
جتنی وسعت ہے وہ سب چاہے اُجاڑ
پڑی ہوتی)

اذا صح منک الوُدّ فالکل بین
وکل الذی فوق التُّراب تراب

(جب تیری دوستی صحیح ثابت ہو جائے تو سب
چیزیں ہیچ ہیں اور خاک کے اوپر جو کچھ ہے
سب خاک ہے)

مشائخ کی پاک دامنی وعصمت کا اعتقاد اس طرح نہ کر جس طرح لوگ کرتے ہیں جنہیں ان کی نسبت غلو ہے اور جو چیز تیرے اور خداوندِ جل و علا کے درمیان ہو، اس کے بارے میں مشائخ پر بھروسہ نہ کر۔ اِس لئے کہ اللہ جل شانہٗ بڑا غیرت والا ہے اور نہیں چاہتا ہے کہ اس کے اور بندے کے درمیان میں، کوئی اور آجائے۔

مشائخ (خدا ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہوں) صرف طریقت کے رہنما ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کئے جاتے ہیں اور ہم اس حضرت رب العزت کی درگاہ میں عجز و زاری سے عرض کرتے ہیں کہ ان سے راضی رہے۔ یہ اُمید لگا کہ وہ پروردگارِ عالمین اپنے خاص بندوں کو شرمندہ نہ کرے اس لئے کہ وہ سب بڑوں سے بڑا ہے۔

خود فروشی کو چھوڑ اور سرِ تسلیم جھکانے کی وضع اختیار

کر اور اگر لوگوں کو تو خود فروشی کرتے دیکھے تو اپنے تئیں ان
سے الگ کر لے اس لئے کہ حضرت سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے :

"اذا رایت شحاً مطاعاً و هوىً متبعاً و
اعجب کل ذی رایٍ برایہ فعلیک بخویصۃ
لنفسک ۔"

یعنی (جب تو ایسی حرص دیکھے جس کے لوگ
بندے ہوں ۔ ایسی خواہش نفس دیکھے جو لوگوں
پر حکومت کرتی ہو اور ہر رائے والا اپنی رائے
پر ناز کر رہا ہو تو خبردار تو سب سے علیحدہ ہو کے
تن تنہا بیٹھ رہ ۔)

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کر جو
حسب ذیل ہیں :

عادات میں نرمی ، مذاق نیک ، نہایت بردبار ، بڑا

معاف کرنے والا سچا جوان مرد ، نرم دل ، ہنس مکھ ، برداشت کرنے والا ، منکسرالمزاج ، خاطرداشت کرنے والا ، صحبت کا لحاظ رکھنے والا ، مسلسل غم میں اور ہمیشہ سوچ میں رہنے والا ، ساکت و صامت ، مصیبتوں پر صبر کرنے والا - اللہ پر بھروسہ رکھنے اور اس سے مدد چاہنے والا ، فقیروں اور ضعیفوں کا دوست اور حرام باتوں پر برہم ہو جانے والا - جو کچھ مل جائے کھالے اور جو چیز کھو گئی ہو اس کے لئے غمگین نہ ہو - تکیہ لگا کے کھانا نہ کھا - کپڑے سخت اور موٹے پہن تاکہ دولت مند لوگ تیری پیروی کریں اور نئے کپڑے پہن کے محتاجوں کا دل نہ دکھا - عقیق کی انگوٹھی انگلی میں پہن اور سخت بچھونے پر یا چٹائی پر یا کھلی زمین پر سو اور طور طریق ، بات چیت اور حالات و افعال میں سنت حضرت رسالت پر استقلال سے قائم رہ - اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہہ اور بغیر ذکر الٰہی کے نہ بیٹھ اور نہ اٹھ - تیری محفل حلم ، علم ، حیا اور امانت کی صحبت

ہو اور تیرے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے چاہئے کہ فقیر اور محتاج لوگ ہوں۔
اپنا چال چلن نہ بگاڑ اور زانی نہ بن نہ کسی کی مذمت کر اور نہ ثواب کی بات کے سوا کوئی بات زبان سے نکال۔ اپنے ہر ہم صحبت کو اس کا حق دے۔ اپنے پاس لوگوں کا ہجوم نہ کر اور لوگوں سے پرہیز اور علیحدگی اختیار کر اور کسی سے بھی اپنا ہنستا ہوا چہرہ نہ چھپا اور کسی کے ساتھ وہ بات نہ کر جس سے اُسے نفرت ہو۔ اپنی زبان اور اپنے کان کو بوری بات کے کہنے اور سُننے سے بچا۔ خدمت گار سے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر اور جو تجھ سے سوال کرے اس کو نہ پھیر۔ اگر کچھ پاس نہ ہو تو میٹھی باتوں سے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لے۔
اگر دو مختلف باتوں کے کرنے میں تجھے تردد ہو تو جو سب سے آسان نظر آئے اور اُس میں گناہ نہ ہو، اُسے اختیار کر۔ دعوت کو قبول کر اور دوستوں اور بھائیوں کی تلاش میں رہ جو تجھے ستائے اُسے معاف کر دے۔ بُرائی کا مقابلہ بُرائی سے

نہ کر۔ راتوں کو اللہ جل شانہٗ کی درگاہ میں زاری کر اور خدائے وحدہٗ لاشریک سے خوش رہ۔ وکفیٰ باللہ ولیا۔

ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ہے:

"جس کسی نے اپنے نفس کو فقیر دیکھا، وہ استقامت کے درجے کو پہنچ گیا۔"

نیز فرمایا ہے کہ:

"پاک بازی کے چار رکن ہیں۔ عادت و اطوار کا اچھا ہونا، تواضع یعنی انکسار جوان مردی اور اپنے نفس کی مخالفت"

یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"انکسار سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تھوڑے پر قناعت کرنے سے آرام ملتا ہے۔"

اور فرمایا ہے کہ:

"اچھا آدمی وہ ہے جو ہوشیار، دانا اور

لوگوں کے معاملے میں جان بوجھ کے غفلت کرنے

والا ہوا "

اور فرماتے ہیں :

" علم وہ ہے جو فائدہ پہنچائے ۔ فقیری میں
اپنے نفس کو ایک بہادر شخص تصور کر، تاکہ تجھ
میں استقلال پیدا ہوا اور پاکبازی کے اصول
کو مضبوطی سے اختیار کر۔ تاکہ تیرا شمار پاکبازوں
میں ہو۔ انکسار اور قناعت کر، تاکہ تو لوگوں میں
ہر دلعزیز ہو اور مکروہات زمانے میں تجھے آرام
ملے اور سب چیزوں کو بھلا دے ۔ تاکہ تو اچھا
ہو جائے اور علموں میں سے اس علم کو اختیار
کر جو بارگاہِ الٰہی میں نفع پہنچائے اس لئے کہ
تیری یہ دنیا صرف خیالی ہے اور یہ جو کچھ ہے
مٹ جانے والا ہے اور تمام حالات میں

ردو بدل کرنے والا اللہ جل شانہ ہے۔"

اے وہ شخص جس کی سانسیں گنی ہوئی ہیں ضرور ہے کہ ایک دن یہ گنتی پوری ہو جائے گی۔ ضرور ہے کہ کوئی دن ایسا آئے جس کے بعد رات نہ ہو اور کوئی رات ایسی آئے جس کی صبح نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو اپنے گنبد کے نیچے پوشیدگی کا لباس پہنایا ہے اور اپنے سوا تمام چیزیں اُن کی نظر سے چھپا دی ہیں۔ اس کا بھی مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کی نسبت اپنا گمان اچھا رکھا جائے۔ یہ ہرگز نہ کر کہ کسی کے خلاف شرعی دلیلیں قائم کرتے وقت تو اُس کی جانب بدگمانی کرے۔ خدا کی شریعت کا پابند رہ اور نفسانیت اور خودغرضی کو چھوڑ دے بلکہ ہر کام کو خلوصِ نیت کے ساتھ کر، کیونکہ نفسانیت ایک دل کا مرض ہے اور جس چیز کو شریعت نے برا کہا ہے، اُسے تو بھی بُرا کہہ اور جسے شریعت نے اچھا

بتایا ہے اُسے تو اچھا بتا اور اپنے قول و فعل سے سوا
رضامندی الٰہی کے اور کسی چیز کو ظاہر نہ کر۔ جب تک شرع
کی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے۔ خدا کے بندوں پر بدگمانی
نہ کر، بلکہ ہر شخص کی نسبت اچھا ہی گمان رکھ۔ چونکہ جناب
باری تعالیٰ عزاسمہٗ اپنے بندوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے
اور ظاہر نہیں کرتا جیسا کہ وارد ہوا ہے:

"ولکل وجھۃ ھو مولیھا"۔

(ہر طریقہ کا وہی والی ہے)

لہٰذا تجھے چاہیے کہ سردار انبیاء صلوات اللہ وسلامہ
علیہ کی روشن شریعت کے دلائل کی طرف توجہ کرے۔

"وکفیٰ بربک ھادیا و نصیراً"۔

(تجھے ہدایت کرنے اور تیری مدد کرنے کے لئے
اللہ کافی ہے)

عقل ہر چیز کو سمجھ کے ذریعے سے قبول کرتی ہے اور

جو ذات کہ سمجھ سے باہر ہے اُس کے سوا اور کسی چیز کے ماننے سے انکار کرتی ہے۔ لہٰذا اپنی ہمت کو تو دل سے وابستہ رکھ اور اپنی دانائی کو عقل سے تاکہ تجھے کامیابی حاصل ہو، ہاتھ میں ایک رگ ہے جو دل سے ملی ہوئی ہے۔ دنیا کی کوئی چیز انسان ہاتھ سے لیتا ہے تو اس کی خبر دل پر جا پہنچتی ہے اور یہ ایک بہت بڑی اور خطرناک آفت ہے جس سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ فخرِ کائنات حضرت رسولِ مکرم علیہ التحیات نے فرمایا ہے:۔

"حبّ الدنیا راس کل خطیئۃٍ"

(دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے)

لہٰذا تو دنیا سے بچ اور اُس کی لذّتوں سے دُور رہ۔

خبردار! رات کو جانوروں کی طرح نہ سو۔ رات میں چونکہ اللہ جلّ شانہٗ کی تجلّیاں ہوتی ہیں اور اُس کے نُور کی نسیم چلتی ہوتی ہے اِس لئے شب زندہ داری کرنے والے اُسے

غنیمت خیال کرتے ہیں اور سونے والے اس کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں اور اس مغرور عیش سے جو خواب شیریں کے مزے لوٹتا اور خدا کی جانب سے بے پروا ہو جاتا ہے کہہ دے کہ :

" اے رات کو سونے والے اور لذت خواب کے مبتلا - یہ نیند بیداری کے ہاتھ میں رہن ہے، چاہے تو اُسے بھول جائے مگر وہ تجھے نہیں بھولتا، جو زمانے کا پلٹنے اور طرح طرح کے انقلابات کرنے والا ہے "

مشاہدے سے عبارت وہ قربت باری تعالیٰ ہے جس کے ساتھ علم الیقین اور حق الیقین ہو اور جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے دُوری اور غفلت سے بچایا ہے، اُس نے علم الیقین کے ساتھ خدا کی قربت حاصل کی اور حق الیقین کے یہ معنی ہیں کہ

" اعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ

فانہٗ یراکؔ ۔"

(خدا کی اس طرح پرستش کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہ دیکھتا ہو تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے)۔

تو بس شہود کے مرتبے کا حاصل ہونا اسی سے عبارت ہے اور اور شہود اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے، ورنہ لغوی معنوں پر اس دنیا میں مخلوقِ خدا کے لئے خدا کا دیکھنا ٹھیک ثابت ہوتا اور مشاہدۂ جمالِ باری کے بارے میں لغوی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے موسیٰ علیہ السلام کا قصّہ تیرے لئے کافی ہے ۔ جمالِ باری عزّ اسمہٗ کا جلوہ دیکھنا صرف صاحبِ قوسین (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ جلوہ آپ نے انھیں آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے اور اس امر میں حضرت رسول آخر الزمان علیہ السلام کو خصوصیت حاصل ہونا اہل دل لوگوں

کے نزدیک یقینی اور آشکارا ہے تو خداوند عزوجل کی
قربت حاصل کرنے کے لئے تو اپنے نفس کو ویسا ہی ادب
سکھا اور ویسا ہی مہذب بنا جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مرضی
کے موافق ہو۔ اِس لئے کہ اس طرح تیرا شمار بھی مقربانِ
بارگاہِ صمدیت میں ہوگا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ :

"لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل"

(میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادتوں کے ذریعے سے مجھ
سے قربت حاصل کرتا ہے)

اور حدیث شریف میں وارد ہے :

"هدی اللہ ھوالھدیٰ"

(اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے "

" وکفیٰ باللہ ولیا "

(اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے)

اگر اس فن کا کوئی استاد ملے تو اُس کا شاگرد ہوجا

اور اگر وہ چومنے کے لئے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھائے تو تو اُس کا پاؤں چوم اور اس کے پیچھے پیچھے رہ۔ اس لئے کہ پہلی چوٹ سر پہ ہی آتی ہے۔ اگر کوئی ظالم تجھ پر ظلم کرے اور تو انتقام لینے کی کوئی تدبیر نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں تو چار و ناچار درگاہِ خداوندی میں التجا کر سکتا ہے۔ پس اپنے دل کو تو ماسوا اللہ سے پھیر اور اپنی اُمیدوں کو اُس رب العزت کی درگاہ میں پیش کر اور اپنا کام اُسی کے سپرد کر دے تاکہ وہ تیری مدد کرے اور تیرے لئے ایسی کارسازی کرے جو تیرے خیال میں بھی نہ گزری ہو۔ سرِ تسلیم جھکانا اور صدق دل سے التجا کرنا اسی سے عبارت ہے۔ رضائے باری کی طرف اپنی ہمت کو خدا کی مرضی و مشیت کے مطابق متوجہ کر جیسا کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کیا۔ جبکہ ہارون رشید (خدا اُس کے گناہوں کو معاف کرے) آپ کو باندھ کے مدینہ منورہ سے بغداد لے گیا اور قید خانے

میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اُسی قید میں زہر کے ذریعے سے جام شہادت پیا۔ قید خانے سے آپ کا جنازہ نکلا اور مرتے دم تک آپ نے رضائے الٰہی سے منہ نہیں پھیرا تھا۔ لہٰذا یہ وہ مرتبہ تھا جسے فوزِ عظیم کہتے ہیں، جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی کے دل میں گزرا ہے

"انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب"

(صبر کرنے والوں کو اللہ اُن کا اجر بے حساب عطا فرمائے گا)

اور ائمہ اہلِ بیت کرام علیہ السلام باوجود بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ رکھنے کے خالص مرضیٔ الٰہی پر راضی و صابر رہے۔

کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان جو بنی اُمیہ میں سے تھا حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں اور گلے میں طوق و سلاسل ڈال کے مدینہ منوّرہ سے شام میں لایا تھا۔ اس حالت میں زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے رخصت

کرنے کو آ کے روئے اور کہا :

" اے فرزند رسول اللہ ! اور اے جگر گوشۂ جناب زہراؑ ! آرزو تھی کہ آپ کے عوض میرے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ہوتیں "

جناب امام زین العابدین نے فرمایا :

" کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس حالت میں مجھے تکلیف ہے ؟ اگر میں چاہتا تو ان امور میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہ آتی مگر میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ خدا کے عذاب کو نہ بھولوں "

یہ فرماتے ہی آپ نے اپنے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں میں سے چھڑا کے دکھا دیا اور پھر خود ہی وہ زنجیریں پہن لیں۔ یہ دیکھ کے زہری رحمت اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہٗ رضائے الٰہی اور تسلیمِ محض کے مرتبے کو پہنچ گئے ہیں اور

آپ کو " فوزعظیم " کی منزلت حاصل ہے جس کو معلوم کر کے
زہری رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو چین آیا اور ان کا نفس اذیت
سے چھوٹ گیا۔

اگر تو رضا کے مرتبے کو پہنچ سکتا ہو جو سب سے اعلیٰ مرتبہ
ہے تو اپنے نفس کو تول اور اس کے قابل بنا۔ ورنہ دوسرے
مرتبے میں آ۔ جس سے " خلوص التجا " عبارت ہے اور
جس میں یہ کرنا ہوتا ہے کہ تدبیر، طاقت، قدرت اور اپنے
تمام جزئی و کلی معاملات سے کلیتہً قطع اُمید کر کے خدا پر بھروسہ
کر لیا جائے اور خداوند عزوجل تیرے ارادے اور تیری تدبیر
سے زیادہ اپنی مدد اور قدرت سے تیرے کام کو سدھارے گا۔

"وکفیٰ باللہ نصیراً "

(اور مددگاری کے لئے اللہ بس ہے)

اگر تو خداوندِ جل و علا کی طرف دوڑتا اور اُس کی درگاہ
میں التجا کرتا ہے تو اِس بارے میں حضرت حبیب خُدا

صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ قرار دے اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ تر درود و سلام کو ورد زبان کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کر کے بارگاہِ ایزدی کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُسی حضرت رب العزّت پر بھروسہ کر کے ہر چیز کو اس سے مانگ اور اگر تیرے سامنے دروازے بند ہوں تو کھولنے والے کا اُمیدوار رہ۔ اگر بندے کسی راہ کو بند کر دیں تو صرف خدائے عزوجل اپنی ربوبیت اور الوہیت سے اُسے کھول دے گا۔ اُس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو اور اُس کی روح سے مایوس نہ ہو۔ اپنے آپ کو اُسی سے ملا دے۔

"وکفیٰ باللہ ولیا"

(اور دوستی کے لئے اللہ کافی ہے)

تمام حالات پر صرف حضرت رب العزّت کی توفیق پر بھروسہ کرنا واجب ہے۔ غم و تکلیف کو حاسد کے لئے چھوڑ دے کہ اس کی تکلیف ہی اُس کے لئے کافی ہے اور

بیوقوف کی طرف داری سے دست بردار ہو کیونکہ اگر تو اس سے باز نہ آیا تو اُس کے رنج میں تو بھی مبتلا ہو جائے گا۔ عقلمندوں کی صحبت کا رُخ کر اور دانائی کی بات کو توجہاں دیکھے، اختیار کر لے۔ اِس لئے کہ دانائی کی بات اگر دیوار پہ لکھی ہو تو بھی عقلمند آدمی اُسے لے لیتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ کس نے اُسے کہا اور کس سے مروی ہے یا کس کا فر سے سُنی گئی ہے۔

یہ جہاں عبرت کے لئے پیدا ہوا ہے اور عقل مند آدمی دنیا کی ہر چیز سے عبرت پکڑتا ہے۔ عبرت کو جہاں ملے تو اپنی عقل کی قوّت سے لے لے اور اس کو نہ دیکھ کہ کہاں سے ملی ہے۔

خبردار! دنیا داروں کے پاس نہ جا۔ اس لئے کہ اُن کی قربت سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اُن کے آگے سر جھکانے سے اللہ جل شانہٗ غضب آلود ہوتا ہے اور اُن

کی تعظیم و تکریم سے گناہ بڑھتے ہیں۔ فقیروں کا دوست بن
اور اُن سے محبت رکھ اور پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ اُن
کی خدمت گزاری میں مشغول رہ اور اگر اُن میں سے کوئی
تیرے پاس آئے تو فوراً کھڑے ہو کے اُس کی تعظیم کر اور
تیری خدمت گزاری کو اگر فقرا پسند کریں تو اُن سے دعائے
خیر کی خواہش کر اور کوشش کر کہ اُن کے دلوں میں تو اپنا گھر
آباد کر لے۔ اِس لئے کہ فقیروں کے دل رحمتِ الٰہی کی جگہ
ہیں اور بشری خود پرستیوں سے اپنے دل کو پاک کر۔

اور جو کوئی تجھ پہ کوئی حق رکھتا ہو تو اُس کے ساتھ
ایسا اخلاقی برتاؤ کر کہ وہ تیرا حق دیوے اور تو بھی اُس کا
حق ادا کرے اور اگر ہو سکے تو اپنے حق کو قربان کر دے اور
اس کے معاوضے خدا سے مانگ اور لوگوں میں ادب کے
ساتھ رہ۔ اس لئے کہ آدمیوں کے ساتھ با ادب رہنا ویسا
ہی ہے جیسے کہ خدا کے ساتھ با ادب رہنا۔ خود بینی، نسب

پر ناز کرنے اور اپنے لائق و فائق ہونے کے خیال سے کلیتہً توبہ کر اس لئے کہ اگر کوئی عمل میں رہ جائے تو نسب اُسے نہیں بچاتا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صلۂ رحم کو بجالا اور آپ کے اہلِ بیت کی تعظیم کر۔ اِس لئے کہ آپ کے احسان کا طوق ہمارے گلے میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"قل لا اسئلکم علیہ اجراً إلا المودّۃ فی القربیٰ۔"

(کہہ دے اے محمدؐ! اس کا تم سے میں کوئی اجر نہیں چاہتا مگر قرابت داروں کے ساتھ دوستی کرنا)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کی محبت کو دل میں محفوظ رکھ۔ اس لئے کہ وہ ہدایت کے چراغ اور رہنمائی کے تارے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

"اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم
اھتدیتم"۔

(میرے صحابہ مثل تاروں کے ہیں ان میں
سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے)

خدا سے ڈر کیونکہ اصل حکمت اللہ کا خوف ہے۔ چاہیئے
کہ تو خدائے تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ کیونکہ وہ ہر نیکی کا منبع
ہے۔ یہ ہے نصیحت میری تجھے:۔

اے بھائی! جان لے کہ تعلیم نے مجھے مدہوش کردیا ہے
میں نے زمانے اور اہلِ زمانہ کو آزمایا۔ اپنے نفس کے ساتھ
مجاہدہ کیا۔ شرع شریف کی خدمت کی۔ اہلِ صفا کی صحبت
سے فائدہ اُٹھایا، میری نصیحت کو قبول کر۔ کیونکہ یہ اُس
خلوصِ محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے۔ بہت سے
سُننے والے کہنے والے سے زیادہ دانا بھی ہوتے ہیں۔

اے عبدالسمیع! میری نصیحت پر عمل کر اور مجھے کوئی بہت

بڑا شخص نہ خیال کر۔ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ خدائی میں مجھ سے یعنی بچارے احیمار سے بھی زیادہ کوئی عاجز و ناتوان موجود ہے تو اس کا اعتبار نہ کر۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ مجھ پہ اور تجھ پہ راستہ آسان کرے اور ہمیں اور تجھے اور مسلمانوں کو برگزیدہ نیکوں اور صاحب خلوص اچھوں اور اللہ و رسولؐ کے دوستوں میں شامل کرے اور اُسی اللہ کی دوستی بس ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

رسالہ الحکم الرفاعیہ کا اردو ترجمہ

حکمتِ رفاعی

سیّد احمد کبیر رفاعیؒ

ترجمہ : عبد الحلیم شرر، مقدمہ: محمد عبداللہ قریشی

آئینہ ادب، چوک مینار انارکلی لاہور